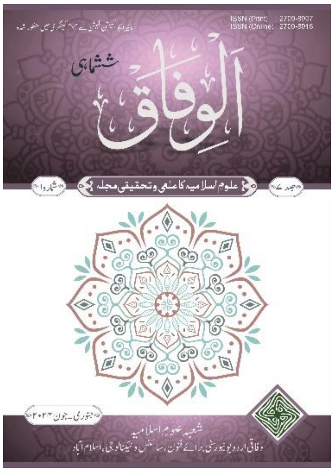

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 7, Issue 1 (January - June 2024)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code:

Article

امت مسلمہ میں اتحاد واتفاق کے قیام میں مساجد اور نماز باجماعت کا کردار

The Role of Mosques and Congregational Prayers in Establishing Unity and Consensus in the Muslim Ummah

Indexing

Authors
[1] Khadija Aziz
[1] Maryam Hamid
Affiliations
[1] Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar.

Published
30 June 2024
Article DOI
https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u2
QR Code
Citation
Khadija Aziz, and Maryam Hamid, "امت مسلمہ میں اتحاد واتفاق کے قیام میں مساجد اور نماز باجماعت کا کردار The Role of Mosques and Congregational Prayers in Establishing Unity and Consensus in the Muslim Ummah "*Al-Wifaq*, no. 7.1 (June 2024): 21–33, https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u2.

Copyright Information:
The Role of Mosques and Congregational Prayers in Establishing Unity and Consensus in the Muslim Ummah © 2024 by Khadija Aziz and Maryam Hamid is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information:
Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

امت مسلمہ میں اتحاد واتفاق کے قیام میں مساجد اور نماز باجماعت کا کردار

The Role of Mosques and Congregational Prayers in Establishing Unity and Consensus in the Muslim Ummah

ڈاکٹر خدیجہ عزیز

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور

مریم حامد

لیکچرر، شعبہ اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور

ABSTRACT

Unity and unification are central themes in Quranic teachings, with mosques playing a pivotal role in promoting this unity within the Muslim community. Mosques embody Islamic monotheism and act as a unifying force for Muslims of diverse backgrounds. Through congregational prayers the Muslims gather multiple times daily, standing shoulder to shoulder in worship and demonstrating the essence of unity. Islam emphasizes the importance of brotherhood (unity) which is essential for building a cohesive society.

Islam provides explicit guidance on achieving and maintaining unity and highlighting the importance of solidarity among believers. The spirit of Muslim brotherhood is fundamental to a virtuous society which fosters social justice and harmony.

Mosques, as autonomous and democratic institutions, should not promote religious intolerance or sectarianism. The administrators of mosques have the duty to correct misconceptions about Islam and combat Islamophobia. Unity as outlined in the Quran encourages gratitude, acceptance, kindness, and thoughtfulness which bring humanity closer together. The Quran urges believers to hold firmly to the rope of Allah collectively and avoid division, reminding them of Allah's blessings in uniting hearts in brotherhood.

KEYWORDS

Ummah, Mosque, Prayer, Unity, Unification, Role of Salah, Role of Mosque.

ایک پر امن معاشرہ کے قیام کے لیے معاشرے کے تمام افراد کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کا ہونا ناگزیر ہے، اسلامی تعلیمات میں اتحاد اور یکجہتی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ مساجد مسلم معاشرے میں اتحاد اور یکجہتی کو فروغ دینے میں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں اور یہ اسلامی اتحاد اور یکجہتی کی علامت ہے۔ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں متحد ہوتے ہیں، رنگ

ونسل کی تضاد سے بالاتر ہو کر ایک صف میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں، ایک امام کے پیچھے ایک ساتھ رکوع اور سجدہ کرتے ہیں۔ یہ نظارہ اتحاد کے جوہر کی ایک زندہ مثال دیتا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سب سے پہلا کام مسجد کی تعمیر کا کیا اور مؤمنوں کے لیے مسجد تقوی کی بنیاد ڈالی۔ اور جب منافقین نے مسلمانوں کو منتشر کرنے کے لیے مسجد ضرار قائم کی تو آپ ﷺ نے اسے ڈھانے کا حکم دیا۔ دیگر مذاہب کے بر عکس اسلام میں مسجد کی حیثیت محض عبادت گاہ کی نہیں بلکہ یہ معاشرے کے اندر اتحاد واتفاق قائم کرنے، معاشرے کے افراد کی دینی، معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اصلاح و قیادت اور اقدار پیدا کرنے کا بھی ایک مرکز ہے۔ اسلام دنیا کی تاریکیوں میں ہدایت کا نور ہے اور مساجد وہ مشعال ہیں جس کی روشنی سے معاشرہ کا گوشہ گوشہ منور ہوتا ہے۔

مساجد مذہبی عدم برداشت اور فرقہ واریت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتیں ہیں۔ مساجد کے منتظمین اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے اور اسلامو فوبیا کا مقابلہ کرنے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا مساجد امت مسلمہ کے درمیان اتحاد و یکجہتی، شکر گزاری، قبولیت، مہربانی اور تدبر کو فروغ دیتا ہے اور انسانیت کو ایک دوسرے کے قریب لاتیں ہیں۔

اتحاد کا لغوی مفہوم:

اتحاد کا لفظ "اِتَّحَدَ یَتَّحِدُ اِتِّحَاداً" سے مصدر کا صیغہ ہے۔ جس کے لفظی معانی ہیں یکجا ہونا، جمع ہونا، دو فریقین کا آپس میں مل جانا، کسی اور کی رائے سے اتفاق کرنا وغیرہ[1].

معجم الوسیط میں اس کے لفظی معانی یوں کیے گئے ہیں کہ: "انفرد والشيئان أو الأشياء صارت شيئا واحدا"[2]۔ یعنی دو چیزوں کا ایک ہونا یا کئی چیزیں ایک ہو گئیں۔

اتحاد کا اصطلاحی مفہوم:

اتحاد کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے کہ اتحاد ایک اسم مشترک ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ چیزوں کا ذاتی یا عارضی صفات میں مشترک ہونا، جیسے کافور اور برف کا رنگ سفید ہونے میں اتحاد، اور انسان اور بیل حیوانی صفت مشترک ہیں۔ اور محمولات کا کسی ایک جگہ مشترک ہونے کے لئے بھی اتحاد کا لفظ کہا جاتا ہے، جیسے سیب میں ذائقہ اور بو کا اتحاد۔ کہا جاتا ہے کہ موضوع اور پیش گو انسان کے جسم کے دو حصوں کی طرح ایک ہستی میں متحد ہیں۔[3]

اتفاق کا مفہوم:

اتفاق کا لفظ "وَفَقَ" فعل سے ماخوذ ہے اور اس کے لفظی معانی دو چیزوں کی آپس میں ملاپ، موافقت اختیار کرنے،

1. https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/اتحد/

2۔ نخبة من اللغويين بمجمع اللغة العربية بالقاهرة، المعجم الوسيط (بيروت: دار الفكر، 1972)، 1016/2، مادہ اتحد.

3۔ أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، تهافت الفلاسفة، تحقيق: الدكتور سليمان دنيا (القاهرة: دار المعارف، 1961)، 99.

قریب ہونے اور مجتمع ہونے کے ہیں۔ یہ ایسا کلمہ ہے جو دو چیزوں کے آپس میں ملاپ پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے لفظ "وفق" اور "موافقت" نکلا ہے، اور اس سے مراد دو چیزوں کا اتفاق ہے۔ یعنی وہ دو چیزیں ایک دوسرے کے قریب ہوئیں اور ایک دوسرے سے ملیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ: میں نے فلان سے موافقت اختیار کرلی یعنی اس کی دوستی اختیار کرلی۔ جیسے کہ ان دونوں نے موافقت اختیار کرلی اور دونوں ایک ساتھ جمع ہوگئے۔[4]

مطلب یہ کہ یہ دونوں الفاظ باہم مترادف معانی رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اردو میں اکثر یہ ایک دوسرے کے ساتھ "اتحاد واتفاق" مرکب صورت میں استعمال ہوتے ہیں جس سے مراد دو چیزیں، دو افراد یا دو گروہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح موافقت اختیار کرے یا مل جائے کہ پھر وہ آپس میں اختلاف یا لڑائی جھگڑا نہ کریں۔

قرآن کریم میں اتحاد اور اتفاق کا حکم:

وحدت اور اتفاق کو اللہ تعالی نے اپنی نعمت قرار دی ہے اور آپس میں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ.............يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ [5]

"ایک ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں فرقہ وری کا باعث نہ بنو، اور یاد رکھو کہ اللہ کی نعمت کو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں یکجہتی پیدا کر دی، پھر تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے، اور تم آگ کے گڑھے کی کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا۔ اللہ تعالی اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ"۔

اس آیت مبارکہ میں پوری امت کو مخاطب کیا گیاہیں یعنی اعتصام بحبل اللہ پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ "جمیعا" کیا گیا ہے کہ سب متفق ہو کر اللہ کی رسی کو تھامے رکھو۔ بالفاظ دیگر اس آیت میں امت مسلمہ کو اتحاد واتفاق کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور تفرقہ سے منع فرمایا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

" فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَأْمُرُ بِالْأُلْفَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْفُرْقَةِ فَإِنَّ الْفُرْقَةَ هَلَكَةٌ وَالْجَمَاعَةَ نَجَاةٌ"[6]۔

"بیشک اللہ تعالی محبت کا حکم دیتا ہے اور تفرقہ سے منع کرتا ہے کیونکہ تفرقہ بندی ہلاکت ہے اور

4۔ أبوالحسین أحمد بن فارس بن زکریاء القزوینی، معجم مقاییس اللغۃ، تحقیق: عبدالسلام محمد ھارون (بیروت: دار الفکر، 1979)، 128/6، مادہ: وفق.

5۔ القرآن، سورۃ آل عمران، 103:3

6۔ أبُو عَبْدِاللہِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي بکر القرطبی، الجامع لأحکام القرآن=تفسیر القرطبی، تحقیق: أحمد البردوني اور إبراھیم أطفیش (قاھرۃ: دار الکتب المصریۃ، 1963)، 159/4.

جماعت نجات ہے۔"

آیت کی تفسیر میں مفسرین نے ''حبل اللہ'' سے مراد کتاب وسنت ہیں اور امت محمدی ﷺ کے درمیان اتحاد واتفاق کے لئے قرآن وسنت کی شکل میں دو مضبوط بنیادیں ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

"إني قد تركت فيكم شيئين لن تضلوا بعدهما: كتاب الله وسنتي"[7]

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ایک کتاب اور دوسری سنت۔جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے گمراہ نہ ہوگے۔"

تمام انبیائے کرام کو اللہ تعالی نے الفت، محبت اور اتحاد واتفاق کے قیام اور تفرقہ، اختلاف اور بے اتفاقی کو ترک کرنے کی تعلیم دینے کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس جانب اشارہ موجود ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ[8]

"اللہ تعالی نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا انہوں نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا، اور جو ہم نے تیری طرف بھیجا ہے (بذریعہ وحی)، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ بغوی لکھتے ہیں:

بَعَثَ اللَّهُ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ بِإِقَامَةِ الدِّينِ وَالْأُلْفَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَرْكِ الْفُرْقَةِ وَالْمُخَالَفَةِ[9]

"تمام انبیائے کرام کی بعثت دین اور الفت اور جماعت کی اقامت اور فقہ بندی اور اختلاف کو ترک کرنے کے لیے کی گئی۔"

لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ کتاب وسنت کی بنیاد پر آپس میں اتحاد واتفاق کو قائم رکھے تاکہ امت مسلمہ آپس میں مضبوط ہو اور دشمن کی نظر میں کمزور نہ ہو جائے اتحاد کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ مسلمان اپنی ذاتی رائے، عقیدہ اور طرز زندگی سے دست بردار ہو جائے بلکہ اتحاد کا مقصد یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے دوسروں کی رائے اور دلائل کا احترام کرے اور وسعت قلبی اور رواداری کا مظاہرہ کرے، اور تعصب سے گریز کرے کیونکہ تعصب کی وجہ سے تنازعات پیدا

7۔ أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوري، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990)، 172/1، حدیث نمبر: 319.

8۔ القرآن، سورۃ الشوریٰ، 13:42

9۔ أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي، معالم التنزیل في تفسیر القرآن = تفسیر البغوي، (بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1420)، 131/4.

ہوتے ہے جس طرح صحابہ کرام اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرتے تھے اور آپس میں محبت اور اخوت سے زندگی گزارتے تھے۔ اتحاد و اتفاق کی بنیاد پر امت مسلمہ دشمن پر غالب تھی بدر و اُحد میں مسلمانوں کی تعداد کم ہونے کے باوجود دُشمن پر غالب تھے اُس کی اہم وجہ اتحاد و اتفاق تھی آج اتحاد امت مسلمہ کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ [10]

"تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنھوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ انگیزی کی، اور اختلاف کیا۔ ان کے لئے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے"

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرقہ واریت اور اختلاف کو کفار و مشرکین کی روش قرار دیتے ہوئے مومنوں کو فرقہ واریت سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ [11]

"اور مشرکین میں سے نہ بنو، جو اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہوگئے۔ ہر گروہ اپنی طرف مغون ہے جو اس کے پاس ہے۔"

جو لوگ آپس میں اختلاف کرتے ہیں اور اتحاد و اتفاق سے نہیں رہتے ان سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ چناںچہ ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ [12]

"(اے پیغمبر!) یقین جانو کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ان سے تمھارا کوئی تعلق نہیں۔"

تفرقہ، دھڑابندی، افتراق اور آپس کی بے اتفاقی کے نقصانات سے آگاہ فرماتے ہوئے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ [13]

"اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ تم کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری ہوا

10۔ القرآن، سورۃ آل عمران، 105:3

11۔ القرآن، سورۃ الروم، 32:30

12۔ القرآن، سورۃ الانعام، 159:6

13۔ القرآن، سورۃ الانفال، 46:8

اُکڑ جائے۔اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔"

اس آیت میں اتحاد اور اتفاق کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے کہ کسی بھی قوم کی کامیابی کا راز اس قوم کے اتحد اور اتفاق میں مضیر ہے، اتحاد اور اتفاق کے بغیر قوم کی ترقی کا تصور ممکن ہی نہیں ہے۔

اتفاق اور اتحاد کی اہمیت از روئے حدیث:

رسول اللہ نے امت مسلمہ کو محبت اور اتحاد واتفاق کی اہمیت کو سمجھانے کے لیے انہیں ایک جسم تو کبھی ایک عمارت سے تشبیہ دی ہے اور یہ واضح فرمایا ہے کہ جس طرح ایک جسم کے مختلف اعظا کا یاک دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق ہے اسی طرح مسلمانوں کا بھی ایک دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق رہے گا۔ جس طرح جسم کے کسی ایک عظو کو تکلیف پہنچنے سے پوارا جسم تکلیف اور مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح کسی ایک مسلمان کی تکلیف کی وجہ سے تمام مسلمان اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"تَرَى الْمُؤْمِنِينَ: فِي تَرَاحُمِهِمْ، وَتَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى"[14]

"تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرمی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے۔ جیسے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے، اور جیسے کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

مومنوں کے آپس میں عمارت کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" (الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يشد بعضه بعضا) وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِه"[15]

"ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رہتا ہے اور اس کی گرنے نہیں دیتا۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو قینچی کی طرح کر لیا"

اختلاف اور افتراق کو رسول اللہ ﷺ نے ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قبلكم سؤالهم وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ"[16]

"تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو

14۔ أبو عبد اللہ محمد بن إسماعيل بخاري، صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422)، کتاب الأدب، باب: رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ، رقم الحدیث: 5665، 2238/5.

15۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب: نَصْرِ المَظْلُومِ، رقم الحدیث: 2314، 861/2

16۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ، باب: الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: 6858، 2658/6

گئیں۔"

سنت مطہرہ میں کئی ایسی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں جن میں قرآن کریم کی طرح وحدت اور اتفاق کی تاکید وارد ہوئی ہے اور تفرقہ واختلاف سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

" إِنَّ اللَّهَ يَرْضَى لكم وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا. فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا. وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا. وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وقال. وكثرة السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ"[17]

"اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تمہاری تین باتوں سے اور ناخوش ہوتا ہے تین باتوں سے۔ خوش ہوتا ہے اس سے کہ تم عبادت کرو اس کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس کی رسی سب مل کر پکڑے رہو۔ اور پھوٹ مت ڈالو۔ اور ناخوش ہوتا ہے بے فائدہ گفتگو سے اور بہت پوچھنے سے اور مال کے تباہ کرنے سے۔"

علامہ نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "تفرقہ نہ کرو" تو اس میں مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم ہے اور ان کا آپس میں الفت و محبت کرنے کا۔ اور یہی اسلام کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے۔"[18]

اور رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث میں ہے:

"تم لوگ جماعت کو لازم پکڑو اور پارٹی بندی سے بچو، کیونکہ شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ رہتا ہے، دو کے ساتھ اس کا رہنا نسبۃً زیادہ دور کی بات ہے، جو شخص جنت کے درمیانی حصہ میں جانا چاہتا ہو وہ جماعت سے لازمی طور پر جڑا رہے۔"[19]

اس طرح کی اور بھی کئی احادیث مبارکہ ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے جماعت کو لازم پکڑنے اور گروہ بندی سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔

17۔ أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحیح مسلم (بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1955)، کتاب الأقضية، باب النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ، رقم الحدیث: 1715، 1340/3.

18۔ أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1392)، 11/12.

19۔ أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، سنن الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف (بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1996)، أَبْوَابُ الْفِتَنِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الْجَمَاعَةِ، رقم الحدیث: 2165، 38/4.

مسلمانوں کے زوال کی بنیادی وجہ/اختلافات کے نقصانات

اتحاد اور اتفاق طاقت ہے،اور یہ قوموں کی تعمیر، ترقی اور تہذیب کا سبب ہے، جو بھی قوم اتحاد اور اتفاق پر قائم رہتی ہے وہ اپنی طاقت، عزت اور بلند ظرفی میں اضافہ کرتی ہے۔ اسلام کی نظر میں اتحاد اور اتفاق کوئی اختیاری چیز نہیں ہے جس کا سہارا مسلمان صرف ضرورت کے وقت لیں گے، بلکہ یہ مذہب کا ایک آفاقی اصول ہے، اور دین کی ایک اہم بنیاد ہے جس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دین کے لیے نقصان دہ ہے اور اللہ تعالی کے غضب اور آخرت کے عذاب کا ذریعہ ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اسے چھوڑ کر آپس کی اختلافات کی وجہ سے اپنی عزت، عظمت اور سربلندی سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے۔ اگر مسلمان وحی کی تعلیمات اور سماجی اتحاد پر کاربند ہوتے تو آج اس قدر محکوم اور بے بس نہ ہوتے کیونکہ اتحاد واتفاق کسی قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اتحاد واتفاق کے قیام میں مساجد اور باجماعت نماز کا کردار

اتحاد واتفاق کے قیام کے لئے مفاہمانہ حکمت عملی کو اختیار کیا جاتا ہے جب مفاہمانہ حکمت عملی کو قائم کیا جائے اور لڑائی جھگڑوں کو ختم کیا جائے تو اس کے زریعے اتحاد واتفاق قائم ہو سکتا ہے اگر سیرت النبی ﷺ کو دیکھا جائے تو اس میں حضور ﷺ نے بہت سے مواقع پر مفاہمانہ حکم عملی کو اپنایا ہے حجر اسود کی تنصیب، میثاق مدینہ اور صلح حدیبیہ مفاہمتی عمل کی بڑی عمدہ اور اعلی مثالیں ہیں آج امت مسلمہ کا اختلاف دوسری عالمی قوتوں کو انتشار پھیلانے کا خوب موقع فراہم کر رہا ہے لہذا یہ امر ضروری ہے کہ اپنے درمیان پائے جانے والے انتشار کو مفاہمتی حکمت عملی سے حل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے کیونکہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہے اور مسلمانوں کی بقاء اور سربلندی مفاہمتی حکمت عملی میں مضمر ہے عصر حاضر میں امت مسلمہ کے جو اختلافات ہیں یہ اُصولی نہیں ہیں بلکہ فروعی حد تک ہے سب اللہ کے وحدت اور محمد ﷺ کے رسالت کو تسلیم کرنے والے ہیں لہذا ان فروعی اختلافات کو ختم کرنے اور اتفاق واتحاد قائم کرنے کے لئے مساجد اور نماز باجماعت اہم کردار ادا کرتے ہیں وفاقی وزیر مذہبی نورالحق قادری نے کہا کہ سنی، شیعہ، سلفی اور اہل حدیث کو آپس میں لڑانے کی سازش کی جارہی ہے لیبیا، یمن، شام اور عراق میں فرقہ واریت کو پھیلایا گیا جس کی وجہ سے یہ ملک تباہ ہوئے اور اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے مساجد، اور باجماعت نماز اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایسا دینی امر ہے جو امت مسلمہ کو آپس میں جوڑنے اور قریب لانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اور دُشمن یہ چاہتا ہے کہ ہمارے دینی امور متنازعہ ہو جائیں جس کے لئے دُشمن امت مسلمہ میں فرقہ واریت کو پھیلا رہا ہے علماء کرام اور امت مسلمہ کے دینی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ مساجد میں جمعہ کے خطبوں اور دیگر مواقع پر اپنے خطبات کے زریعے عوام کی مذہبی رہنمائی اور کردار سازی کریں مدارس میں علماء کرام کو چاہیے کہ وہ مدارس میں طلباء کو اتحاد واتفاق قائم کرنے کی تاکید کریں اور مختلف مدارس کے علماء کے درمیان بھی اتحاد واتفاق کا مظاہر ہو لہذا مساجد اور باجماعت نماز کے زریعے معاشرے میں اخلاقی قوت میں بے پناہ اضافہ کیا جا سکتا ہے تاہم اتفاق واتحاد ایک

ایسی اخلاقی قوت ہے جس کو ان دینی امور کے زریعے عام کیا جاتا ہے۔

علما کی تحریریں ہوں یا مقررین کی تقریریں، خطیبوں کے خطبے ہوں یا سیاستدانوں کے جلسے، دانشوروں کے خیالات ہوں یا مفکرین کے نظریات، چوپالوں میں جاری بحث ہو یا چوراہوں میں ہونے والی عوامی گفتگو، سب میں کسی نہ کسی انداز یا کسی نہ کسی رنگ میں آپ کو یہ پیغام ضرور مل جائے گا کہ امت مسلمہ کی بقا اور ترقی کا راز اتحاد و اتفاق میں مضمر ہے۔

اختلافِ حقیقی، اصل میں عقل کی پیداوار ہوتا ہے اور جب تک انسانوں میں عقل باقی ہے نہ اختلاف ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اختلاف کرنے کا حق چھینا جا سکتا ہے۔ اس لیے نہ صرف عقل و فہم بلکہ تاریخ کا سبق بھی یہی ہے کہ خود فریبی اور جذباتیت کا یہ جملہ چھوڑ کر حقیقت کا ادراک کیا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ اختلاف ختم کرنے والا اتحاد سطحی، وقتی اور عارضی ہوتا ہے۔ یہ ایک لبادہ ہے جسے جذبات میں آکر یا کسی مصلحت کے تحت اوڑھ تو لیا جاتا ہے لیکن جتنی آسانی سے اوڑھا جاتا ہے اتنی ہی آسانی سے اتار بھی پھینکا جاتا ہے۔ اتحاد کا اصل راستہ اختلاف ختم کرنا نہیں بلکہ اسے برداشت کرنا اور اختلاف کو مخالفت بنانے سے گریز کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی لوگوں کو اختلافِ رائے کے آداب سکھانا، دلیل کی حکمرانی قائم کرنا، دوسروں کے موقف کو سننے کا حوصلہ پیدا کرنا اور اپنی رائے کو بطریقِ احسن بیان کرنے کی تربیت پانا بھی اتحادِ حقیقی کی راہ کو آسان کر دیتا ہے۔ اختلاف رکھتے ہوئے بھی اتحاد کیا جا سکتا ہے۔ یہ سبق تو آج ہم ویسے ہی بھول بیٹھے نتیجتاً ہم سب اختلاف ختم کرنے کی سعی لا حاصل کا شکار ہیں جس کا نتیجہ محض اپنے اوقات، افراد اور اسباب کا ضیاع ہے۔ فروعی یا جزوی اختلاف رکھتے ہوئے چند اصولوں یا معاملات پہ اتفاق کرنا اور ان کے لئے متحد ہو جانا ہی اصل میں حقیقت کا سامنا کرنا ہے۔

مساجد کا نظام برائے اصلاحِ معاشرہ:

مساجد مسلمانوں کی وحدت اور جماعت کی جگہیں ہیں اس لیے مسلمانوں کو مساجد میں ایسے کام کرنے سے روکا گیا ہے جس کی وجہ سے افتراق اور اختلاف پیدا ہوتا ہو۔ مسلمانوں کو یکجا اور متفق کرنے کی سب سے پہلی وجہ توحید کا عقیدہ ہے اور جس عقیدے کی وجہ سے ان کے درمیان اختلاف اور افتراق پیدا ہوتا ہے اوہ شرک اور کفر ہے اس لیے اللہ تعالٰی نے مساجد میں شرکیہ عقائد اور اعمال سے منع فرمایا ہے تاکہ مسلمانوں کے یہ مراکز اتحاد اور اتفاق کا سبب بنے نہ کہ ان کی باہمی اختلاف اور افتراق کے مقامات۔ قرآن کریم میں اس جانب یوں اشارہ فرمایا گیا ہے:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا[20]

"اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

20۔ القرآن، سورۃ الجن، 18:72

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ.......... يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ[21]

"اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو عنقریب یہ لوگ ہدایت والوں میں سے ہوں گے۔"

اللہ کی عبادت امت مسلمہ کی وحدت کا راز ہے، جب پوری امت مسلمہ مسجد میں ایک ساتھ ایک ہی طریقہ سے ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں، وہ منظر امت مسلمہ کی وحدت کی ایسی منظر کشی کرتی ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ یہ عمل دن میں پانچ مرتبہ دوہرایا جاتا ہے، اس لیے جب مسلمان دن میں پانچ مرتبہ نماز باجماعت ادا کرتا ہیں تو ان کے اندر وحدت اور اتفاق پیدا ہوتا ہے۔ اسلیے قرآن میں اقامت صلاۃ پر بہت زور دیا گیا ہے، اور احادیث میں بھی نماز باجماعت کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"بے شک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کوئی شخص نماز پڑھانے پر مقرر کروں، پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہوں، جو لکڑی اٹھائے ہوئے ہوں، پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں، جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلادوں۔"[22]

لہذا نماز مومن کا معراج ہے اور نماز باجماعت مومن کی اتفاق واتحاد کا ضامن ہے۔

مساجد کا مسلمانوں کی اجتماعیت، اتحاد اور اتفاق میں بڑا اہم کردار ہے کیوں کہ:

1- مسجد وہ جگہ ہے جہاں مسلمان اسلام کے سب سے اہم ستون نماز کو ادا کرتے ہیں اور وہ دن اور رات میں پانچ بار جمع ہوتے ہیں، تاکہ خدا کی ہدایت کے مطابق جماعت میں اپنی نماز پڑھیں۔ دن رات میں ان کا پانچ مرتبہ نماز کے لیے جمع ہونا ان کو اجتماعیت، اتحاد اور اتفاق کی تعلیم دیتی ہے۔

2- مسلمان مساجد میں نہ صرف نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں بلکہ قرآن کریم کے مطالعہ اور حفظ کرنے اور اس کے علوم سیکھنے کے لئے بھی ایک جگہ کے طور پر جمع ہوتے ہیں۔ جیسے کہ قرآن مجید کی تلاوت، اس کی تفسیر اور تشریح کی اور اس میں اسباق وخطباء کے مجالس منعقد کیے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو خدا تعالی کی یاد دلائیں اور انھیں اخلاقیات کی تلقین کریں اور ان کی تقلید کریں، لہذا مسلمان مساجد سے ہر وہ چیز وابستہ ہے جس سے ان کا کوئی ذاتی فائدہ یا کوئی مذہبی فائدہ ہوتا ہو۔

3- چونکہ مساجد علمائے کرام، فقہائے کرام اور علمائے سے مبرا نہیں ہیں، اس لیے اسلام میں، مسجد کو فتوں کا ایک مرکز

21۔القرآن، سورۃ التوبہ، 18:9

22۔بخاری، صحیح البخاری، کتاب الجماعۃ والامامۃ، باب: وُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، رقم الحدیث: 618، 231/1

سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد ہر ایک کی ان مذہبی ضروریات کو پورا کرنا ہے اور جو لوگ مذہب سے متعلق کچھ سیکھنا چاہتا ہے انھیں راہنمائی فراہم کرنا، نیز ان لوگوں کے لئے بھی یہ رجوع کے مقامات ہیں جو کسی معاملے کے فیصلے سے الجھن میں ویں، یا جو تفہیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسلامی قانون کے علوم سیکھیں۔ اس مقصد کے لیے ہر قسم کے سوچ اور نظریے کے لوگ ان مراکز کی طرف رجوع کرتے ہیں اس لیے علمائے کرام اور مفتیان کرام پر لازمی ہے کہ وہ اپنے گروہی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اجتماعی سوچ کو فروغ دیں۔ اور امت کے اندر اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

4- جب لوگوں کے درمیان کوئی تنازعہ اور اختلاف رونما ہوتا ہے تو اس کے حل کے لیے مساجد کی طرف رجوع کرتے ہیں اور مخالفین اپنے اختلاف کو دفع کرنے کے لیے مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں، تاکہ کوئی عقلمند شخص یا کسی نیک امامان کے تنازعہ کو حل کریں اور وہ ان دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ انصاف کر سکیں۔ لیکن جب مسجد سے اختلاف اور بے اتفاقی کی طرف دعوت دی جاتی ہو تو لوگ کہاں پر انصاف ڈھونڈیں۔

5- سجد ایسی جگہ ہے جہاں پر مسلمانوں کے مابین رشتوں اور تعلقات کو تقویت بخشتی جاتی ہے، اور ان کے مابین مساوات کا برتاؤ کیا جاتا ہے، مساجد میں لوگ اپنی عمر، شکل، مال اور قومیت سے قطع نظر جمع ہوتے ہیں اور ایک ہی مربوط قطار میں کھڑے ہوتے ہیں، اور ان کے دلوں کے مابین قربت بڑھ جاتی ہے۔ اور نفرت اور نفرت سے پاک ماحول قائم کرنے کی تعلیم ملتی ہے۔ سو مسجد کا بنیادی مقصد ہی وحدت، مودت، اور باہمی الفت و محبت پیدا کرنا ہے۔

6- مساجد مایوسوں، مسکینوں اور فقراء کے لئے پناہ گاہیں اور ان کی دکھوں کا مداوا کرنے کی جگہیں ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں مسکینوں محتاجوں اور فقراء کی ضرورتیں پورا فرماتے تھے۔ مال غنیمت، زکوۃ اور صدقات کی تقسیم یہاں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ مسجد نبوی ہی میں بیماروں اور مریضوں کا علاج کیا جاتا تھا۔ جس سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ مساجد رفاہی مراکز کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہاں پر ایسے سرگرمیاں کی جائیں گی جن سے عام معاشرے کو فائدہ پہنچتا ہو۔ یہاں ایسے کام نہ کیے جن سے معاشرے کو اجتماعی طور پر نقصان پہنچتا ہو۔

7- مساجد وہ مقامات ہیں جو مسلمانوں کو ایک کلمے کے اوپر یکجا کرنے ہیں، ان کے مابین تعلقات کو مضبوط بناتے ہیں، اور اسلامی اخوت کے رشتوں کو تقویت دیتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ مساجد میں نمازی جب دن پانچ مرتبہ آپس میں ملتے ہیں تو ان کے مابین عمدہ تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ ہر ہفتہ جمعہ کی نماز کے لئے ملتے ہیں، اور وہ مختلف موسموں میں ملتے ہیں جیسے عید کی دو نمازیں۔ جو ان کے مابین دوستانہ تعلقات کو تقویت بخشتی ہیں۔ لہذا وہ ایک دوسرے کو جاننے لگتے ہیں اور ان کے درمیان ایک دوسرے سے الفت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ اپس میں راستبازی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون تعاون کرتے ہیں۔ ان کی روحیں نفرت، بغض اور حسد سے پاک

ہو جاتی ہیں، اس طرح بیماروں کے ساتھ سلوک کرنے، پریشان لوگوں کی مدد کرنے، دعوت کا جواب دینے کی اچھی عادات مسلمانوں میں پھیل جاتی ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ مساجد کے ان اجتماعی فوائد کو اپنی اصل حالت پر برقرار رکھتے ہوئے ان میں نفرت اور اختلاف جیسے منفی سرگرمیوں سے احتراز کیا جائے۔

نتائج اور سفارشات:

اسلام میں مساجد کو بہت اہمیت حاصل ہے، مساجد کی حیثیت صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کی نہیں بلکہ مساجد کی حیثیت مسلم معاشرے میں ایک منظم ادارہ کی ہے جہاں معاشرہ کے افراد کی ذہنی اور روحانی اصلاح ہوتی ہے اور انہیں ایک دوسرے کے قریب لایا جاتا ہے اور ان کے درمیان محبت اور رواداری، ایک دوسرے کا دکھ درد سمجھنے، آپس میں رنگ و نسل کی تضاد سے بلاتر ہو کر اتفاق اور اتحاد سے رہنے کی تربیت کی جاتی ہے۔ مساجد چونکہ امت مسلمہ کے اندر اتحاد اور امن واستحکام کے لئے ضروری ہیں، اس لیے اللہ تعالی نے مساجد کی ویرانی اور تباہی کی سازش کرنے والوں کو زمین کا سب سے بڑا فسادی اور ظالم قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالٰی کی مسجدوں میں اللہ تعالٰی کے ذکر کئے جانے کو روکے ان کی ویرانی کی کوشش کرے ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں داخل ہونا چاہیے ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔"[23] (سورۃ البقرۃ 114)

ذیل میں مساجد کا قیام، ان کی بقاء وتحفظ اور منظم بنانے کے لیے کچھ سفارشات اور تجاویز عرض ہیں:

1- اسلامی معاشرے اور بالخصوص پاکستان میں قائم تمام مساجد کو سرکار کی بھرپور توجہ اور سرفرستی حاصل ہونی چاہیے۔
2- مساجد کی منتظمین اور ائمہ حضرات کے لیے ماہانہ وظایف مقرر کرنی چاہیے تاکہ وہ اپنا کام بغیر کسی رکاوٹ کے خلوص دل سے جاری رکھے۔
3- مساجد کو کسی قسم کی دنیاوی اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔
4- تمام مساجد میں بنیادی سہولیات مثلاً بجلی، پانی اور گیس وغیرہ کی فراہمی سرکاری سطح پر ہونی چاہیے۔
5- تمام مساجد اور خصوصاً جامع مسجد میں سیکیورٹی کی مکمل انتظام ہونا چاہیے تاکہ دہشت گردی کے واقعات رونما نہ ہو۔ اسلامی معاشرے میں زیادہ سے زیادہ مساجد کا قیام ہونا چاہیے۔

23۔ القرآن، سورۃ الجن، 18:72